- بھارت کی ممکنہ جارحیت کا مقابلہ کرنے اور اللہ کی نصرت کے حصول کی اولین شرط "اجتماعی توبہ" ہے
- وزیر خارجہ کو بھارت بھجوانے کی "عاجزانہ" پیشکش اور پائلٹ کی غیر مشروط واپسی شکست خوردگی کی علامت ہے
- قرآن و سنت کے نفاذ سے اعراض اور سود کو جاری رکھ کر ہم اللہ کی مدد اور نصرت کے کیونکر امیدوار ہو سکتے ہیں؟
- اللہ کی جناب میں خالص اور حقیقی توبہ کی عملی صورت کے طور پر حکومت کو چار اقدامات کرنے ہوں گے :

i) حکومت فی الفور بینکوں کی طرف سے جاری کردہ انعامی سکیموں پر پابندی لگانے کا اعلان کرے

ii) سودی نظام کے خاتمے کے ابتدائی قدم کے طور پر راجہ ظفر الحق کمیشن کی سفارشات کو فی الفور عملی جامہ پہنایا جائے

iii) شریعت بل کی دفعہ ۲ کی ذیلی شق ۲ کو حذف کر کے اسے سینٹ سے منظور کرایا جائے

iv) الیکٹرانک میڈیا سے بے حیا ثقافت کا فوری خاتمہ کیا جائے

مسجد دار السلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد ظلہ کے ۴/جون ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : نعیم اختر عدنان)

حمد و ثنا' تلاوتِ آیات اور ادعیۂ ماثورہ کے بعد فرمایا :

برعظیم پاک و ہند کے افق پر پاکستان اور بھارت کے درمیان چوتھی جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں اور اس وقت بھارت کو مقبوضہ کشمیر کے کارگل سیکٹر میں انتہائی خفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بھارت نے طاقت کے زعم میں پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کی جس کے جواب میں پاکستان نے اس کے دو مگ طیارے مار گرائے۔ یہ بات اپنی جگہ پر ایک حقیقت واقعہ ہے کہ پاکستان اور بھارت کے مابین کسی محدود خطے میں ہونے والی جنگ میں ہمیشہ پاکستان کا پلہ بھاری ہوتا ہے۔ اس کی اولین مثال ۴۸ء کی غیر اعلانیہ جنگ تھی۔ جس کی وجہ سے بھارت کو گھبراہٹ کے عالم میں اقوام متحدہ کے پاس جانا پڑا اور کشمیر میں استصواب رائے کا وعدہ کر کے وہ بمشکل اپنی جان بچا سکا۔ اسی طرح رن آف کچھ کے میدان میں بھی بھارت کو ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ محدود جنگ میں بھارت کی عسکری میدان میں عددی برتری بروئے کار نہیں آسکتی' جبکہ اس کے مقابلے میں پاک فوج کے سپاہیوں اور درمیانے درجے کے افسروں میں جہاد کا جذبہ بھی ہے اور ذوق شہادت بھی۔ چنانچہ اگر جذبے کا جذبہ سے موازنہ و مقابلہ ہو تو بھارت کے مقابلے میں پاکستان کو واضح برتری حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدود پیمانے پر پاکستان کے ساتھ جنگ میں لازماً بھارت کو ہزیمت' خفت اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اس صورتحال میں بھارت کے پاس واحد لائحہ عمل یہ رہ جاتا ہے کہ وہ اس محدود جنگ کو پورے علاقے تک پھیلا دے کیونکہ اس صورت میں بھارت کی عددی برتری اس کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ مقبوضہ کشمیر کی غالب آبادی بھی بھارت کے خلاف مزاحمت کر رہی ہے' ان حالات میں

منبر و محراب

اس بات کا شدید اندیشہ موجود ہے کہ بھارت پاکستان پر حملہ آور ہو جائے۔ چنانچہ اب اگر بھارت اور پاکستان کے مابین بھرپور جنگ برپا ہو جاتی ہے تو پاکستان تین اعتبارات سے بھارت کے مقابلے میں کمتر ہے۔ ایک یہ کہ بھارت کے ساتھ ہماری دفاعی سرحد چونکہ بہت طویل ہے' لہٰذا یہاں مناسب تعداد میں فوج کو دفاعی مقاصد کے لئے ہمہ وقت چوکس رکھنا ہماری موجودہ دفاعی قوت کو نہ صرف منتشر کرنے کا باعث ہو گا بلکہ اتنی طویل سرحد پر سپلائی لائن کو برقرار رکھنا بھی آسان کام نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ جغرافیائی اعتبار سے ہماری گہرائی (Depth) بہت کم ہے جو دفاعی نقطہ نگاہ سے تشویش کا باعث ہے۔ پاکستان کی کل چوڑائی شمال مشرق سے جنوب مشرق تک قریباً دو سو میل چوڑی پٹی کی مانند ہے اور ہماری پوری کی پوری لائف لائن بھی سرحد کے ساتھ ساتھ ہی گزرتی ہے۔ سندھ کا بالائی علاقہ جسے دفاعی اعتبار سے "پاکستان کا سافٹ بیلی" کہا جاتا ہے' وہاں خیرپور اور بہاولپور کے علاقوں میں ہماری ریلوے لائن اور دیگر تنصیبات پاکستان بھارت سرحد سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہیں۔ اگر بھارت معمولی سی پیش قدمی کر کے اس علاقے پر قابض ہو جائے تو پاکستان کے شمالی علاقہ جات کا رابطہ ملک میں ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ گویا دونوں ممالک میں محدود جنگ کے نتائج پاکستان کے حق میں ہوں گے جبکہ پورے خطے میں جنگ پھیل جانے کی صورت میں اندیشہ ہے کہ بھارت کا پلڑا بھاری ہو گا۔

بھارتی وزیراعظم مسٹر واجپائی نے حالیہ خطاب میں یہ کہا ہے کہ "ہمیں قوی اُمید ہے کہ پاکستان ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے کی حماقت نہیں کرے گا"۔ بھارتی وزیراعظم کے اس بیان کے پس پردہ یہ حقیقت جھلکتی ہے کہ بھارت جنگ کو پورے خطے تک وسیع کرنے کے لئے پر تول رہا ہے۔ لہٰذا موجودہ صورتحال میں اس بات کا قوی اندیشہ موجود ہے کہ پاکستان اور بھارت میں جنگ کا میدان گرم ہو جائے ۔

تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے ولیکن
پیرانِ کلیسا کی دعا ہے کہ یہ ٹل جائے

اقبال کے اس شعر کے مصداق میری دعا تو یہی ہے کہ دونوں ممالک کے مابین جنگ نہ ہو کیونکہ یہ جنگ بڑی تباہ کن اور خوفناک ہو گی۔ تاہم تلخ حقائق کو نظر انداز کرنے کا رویہ بھی درست نہیں ہے ۔

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریف سنگ

بہرحال ایک اہم سوال یہ ہے کہ اگر دونوں ممالک کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو اس ضمن میں کیا ہمیں اللہ کی مدد حاصل ہو گی؟ میں قطعی یقین کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں کہ بحیثیت قوم ہم اللہ کی مدد و نصرت کے مستحق نہیں ہیں۔ وہ اس لئے کہ یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا' نصف صدی کا عرصہ گزر جانے کے باوجود یہاں سودی نظام نافذ العمل ہے اور یوں ہم اللہ اور رسولؐ کے خلاف حالت جنگ میں ہیں۔ حال ہی میں سود پر جوئے کی لعنت کا اضافہ کر کے ﴿ظلمات بعضھا فوق بعض﴾ کا طرزِ عمل اختیار کیا گیا ہے۔ جس قوم نے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو اس درجہ اپنے رگ وپے میں سرایت اور پیوست کر رکھا ہو وہ اللہ کی مدد کی کیونکر مستحق ہو سکتی ہے! اسی طرح قرآن وسنت کی بالادستی کا معاملہ ابھی تک معلّق ہے نتیجتاً پاکستان کا دستور منافقت کا بہت بڑا پلندہ بن چکا ہے کہ دستور میں اللہ کی حاکمیت کا اقرار بھی موجود ہے مگر بالفعل طاغوت کی حکمرانی ہے اور پرنالہ وہیں کا وہیں بہہ رہا ہے اور اسلام کا معاملہ "ہرچند کہیں کہ ہے نہیں ہے" کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی ہزاروں سفارشات ردی کی ٹوکری کی زینت بنی ہوئی ہیں' وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی تو اس پر کئی طرح کی قدغنیں لگا دی گئیں' اس کے علماء ججوں کا دیگر ججوں کے مقابلے میں رتبہ بھی کم رکھا گیا۔ لہٰذا ان وجوہ کی بناء پر قرارداد مقاصد' اسلامی نظریاتی کونسل' وفاقی شرعی عدالت' اور دفعہ ۲۲۷ سمیت سب کچھ عملاً غیر موثر ہے۔ اب خدا خدا کر کے قرآن وسنت کی بالادستی کے لئے ۱۵ویں ترمیم تو لائی گئی ہے مگر اس کی ساتھ "فاشزم" کے جراثیم بھی ملحق کر دیئے گئے ہیں۔ ان حالات میں ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کے ہرگز مستحق نہیں رہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی طرف سے مہلت عطا فرما دے۔ بقول شاعر ؎

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

اگر بندوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی شان غفاری کا اظہار ہو سکتا ہے تو اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اچانک اپنی رسی کو کھینچ بھی لیتا ہے۔ بنی اسرائیل کو بھی اسی طرح کا زعم تھا کہ وہ خود کو اللہ کے چہیتے اور لاڈلے سمجھتے تھے مگر انہیں بار بار اللہ کی پکڑ سے دوچار ہونا پڑا۔ بالکل یہود ہی کی طرح امت مسلمہ بھی کئی مرتبہ اللہ کے عذاب کی گرفت میں آ چکی ہے' سپین کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ بوسنیا کے بعد کوسوو میں مسلمانوں کی نسل کشی کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ یہ علاقہ یورپ کا جنوب مغربی کنارہ ہے جبکہ سپین یورپ کا شمال مشرقی کونا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی شان غفاری سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ ﴿یَاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَاغَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ﴾ "اے انسان تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا ہے تیرے رب کی شان کریمی کے حوالے سے"۔ اللہ تعالیٰ جہاں غفور اور رحیم ہے وہیں وہ شدید انتقام لینے والا بھی ہے لہٰذا اس کی مصلحت میں ابھی ہمارے لئے کچھ اور مہلت باقی ہو اور وہ ہم پر کرم فرمائی کر کے ہمیں ماضی کی طرح بچا لے تو کچھ عجب نہیں' مگر ہم اپنے طرز عمل کی وجہ سے قطعاً اللہ کی مدد کے مستحق نہیں ہیں۔

اگر یہ بات صحیح ہے کہ اس وقت مقبوضہ کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں پاکستانی حکومت کا اخلاقی اور سفارتی مدد کے سوا کوئی اور کردار نہیں اور اس جدوجہد آزادی میں اگر کچھ پاکستانی شریک بھی ہیں تو وہ اپنی ذاتی اور انفرادی حیثیت میں سورۂ نساء کی آیت نمبر ۷۵ کے حوالے سے وہاں جدوجہد کر رہے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے "اے مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جنگ نہیں کرتے حالانکہ مسلمانوں کے بوڑھے مرد' عورتیں اور بچے جو دعائیں مانگ رہے ہیں کہ پروردگار ہمیں ظالموں کی اس بستی سے نکال لے اور ہماری اپنے خصوصی فضل سے غیبی مدد فرما" تو یہ بالکل علیحدہ معاملہ ہے۔ ایسی صورتحال میں پاکستان کو بھارت پر واضح اخلاقی برتری حاصل ہے لیکن اگر حکومتی موقف کے برعکس پاکستان کی افواج یا حکومتی ایجنسیوں کا مقبوضہ کشمیر میں باقاعدہ عمل دخل موجود ہے اور یہ ادارے مجاہدین کشمیر کو اسلحہ بھی فراہم کرتے ہوں' اور ان کو تربیت دے رہے ہوں تو پھر ہمارے پاس اخلاقی قوت کیونکر ہو سکتی ہے؟ باقی جہاں تک مقبوضہ کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے جہاد کا تعلق ہے' اپنی جگہ یہ یقیناً ایک بہت بڑا کار خیر ہے لیکن ہمارے لئے جہاد کا اصل اور اولین ہدف ہمارا اپنا ملک ہے کہ اسے اسلام کا گہوارہ بنائیں کیونکہ جب تک پاکستان میں باطل نظام کا غلبہ ہے' سودی نظام کی حکمرانی ہے اور ہم دنیا کے طاغوت اعظم کے چاکر اعظم بنے ہوئے ہیں' ہم سورۂ نساء کی متذکرہ بالا آیت کے مخاطب نہیں ہو سکتے' ہم جو لوگ خود کو اس آیت کا مصداق سمجھ کر وہاں جہاد کر رہے ہیں اپنی نیت کے مطابق اس کا پھل پالیں گے۔

اگر ہم قومی وملکی سطح پر فی الواقع اہل کشمیر کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو پھر سورۂ انفال کی ہدایت کے مطابق ہمیں بھارت کے ساتھ اپنے سفارتی' تجارتی اور ثقافتی تعلقات کو ختم کر کے ببانگ دہل اعلان جنگ کرنا چاہیئے!

میری رائے میں اس وقت حکومت پاکستان کی طرف سے بھارت کے ساتھ اختیار کردہ رویہ کمزوری کا مظہر ہے۔ ہماری حکومت کا یہ رویہ اس اخلاقی قوت کے فقدان کے سبب ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ میں نے گزشتہ خطاب جمعہ میں کہا تھا کہ بھارت کی جانب سے فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے والے طیاروں کو گرا لینا آبرومندانہ اور جرأت مندانہ اقدام تھا۔ لیکن اب بھارتی حکومت کے بار بار انکار کے باوجود وزیر خارجہ سرتاج عزیز کو مذاکرات کے لئے بھارت بھجوانے کی "عاجزانہ" پیش کش حکومت کی واقع کمزوری کا اظہار ہے ؎

میرا یہ حال بوٹ کی ٹو چاٹتا ہوں میں
ان کا یہ حکم دیکھ میرے فرش پر نہ رینگ

اسی طرح کا معاملہ بھارت کے گرفتار پائلٹ کی واپسی کا ہے۔ بھارت کی طرف سے پائلٹ کی واپسی کے مطالبہ کے جواب میں حکومت پاکستان کے واضح انکار کے چند ہی دنوں بعد اس بھارتی پائلٹ کو غیر مشروط طور پر ریڈ کراس کے حوالے کر دینا شکست خوردہ ذہنیت کا مظہر ہے جبکہ بھارتی سفارت خانہ اپنے پائلٹ کو واپس لینے کے لئے تیار بھی نہ تھا۔

ان حالات میں میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ ہمارے پاس اب بھی موقع ہے کہ ہم خلوص نیت کے ساتھ توبہ کریں۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ قومِ یونس کی طرح ہماری بھی اجتماعی توبہ کو قبول فرما لے۔ کیونکہ ملک وقوم کو درپیش مشکل کی اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت حاصل کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے حصول کی اولین شرط یہ ہے کہ ہم بحیثیت قوم اجتماعی توبہ کریں' جس کی عملی صورت کے طور پر حکومت کو فوری طور پر چار اقدامات کرنے ہوں گے :

۱) حکومت فی الفور بینکوں کی طرف سے جاری کردہ انعامی سکیموں پر پابندی کا اعلان کرے۔
۲) سودی نظام کے خاتمے کے ابتدائی قدم کے طور پر راجہ ظفر الحق کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔
۳) قرآن وسنت کو سپریم لاء بنانے کی راہ میں حائل رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے شریعت بل کی دفعہ ۲ کی ذیلی شق ۲ کو حذف کر کے شریعت بل کو غیر متنازعہ بنا کر موجودہ سینٹ سے منظور کرایا جائے اور وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار پر عائد ہر قسم کی پابندیاں ختم کر کے عالم ججوں کی تعداد بڑھا کر ان کی شرائط ملازمت کو اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان کے مساوی کیا جائے۔
۴) الیکٹرانک میڈیا پر بے حیا ثقافت کا فوری سدباب کیا جائے' ڈش انٹینا پر پابندی عائد کی جائے اور ٹی وی پر

بھارتی اور مغربی ثقافت کی نمائش کو بند کرنے کا حکم جاری کیا جائے۔ ان اقدامات کے بعد ہی ہم اللہ تعالیٰ کی نصرت کے امیدوار بن سکتے ہیں۔

توبہ کے حوالے سے قوم یونسؑ کے علاوہ تاریخ میں خود ہندوستان کے دو عظیم رہنماؤں کی توبہ کا ذکر ملتا ہے' ایک محمود غزنوی کا کہ جب اسے سومنات کی فتح کے وقت بڑا سخت مرحلہ درپیش آ گیا تھا۔ اس موقع پر اس نے سچے دل کے ساتھ اللہ کی جناب میں توبہ کی۔ اللہ نے اس کی یہ توبہ قبول فرمائی اور جب کہ سومنات کو بچانے کے لئے ہندوستان کا پورا کفرستان محمود غزنوی کے مقابلہ پر صف آراء تھا اسے فتح و نصرت سے نوازا۔

دوسرا موقع اس سے بھی سخت تر تھا' جب ظہیر الدین بابر کا مقابلہ رانا سانگا سے ہوا اور بابر کے مقابلے میں ہندوستان کی پوری راجپوت قوت جمع ہو گئی تھی۔ اس وقت بابر نے مخلصانہ توبہ کی اور شراب کے تمام برتن توڑ ڈالے اور اللہ کو مدد کے لئے پکارا! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ظہیر الدین بابر کو رانا سانگا کے مقابلے میں فتح عطا فرمائی۔

انہی واقعات کی روشنی میں پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کو حق نصیحت ادا کرتے ہوئے کہہ رہا ہوں کہ وہ بھی اگر محمود غزنوی اور ظہیر الدین بابر کا انداز توبہ اختیار کریں گے تو بچاؤ کی صورت ہے۔ نیز اس مشکل گھڑی میں حکمران طبقہ' عسکری قیادت اور پوری قوم کو سورہ انفال کی آیات ۱۵-۱۶ اور ۴۵-۴۶ میں دی گئی ہدایات کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اور ان آیات میں دی گئی رہنمائی کو پیش نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کا وسیع پیمانے پر پرچار کیا جانا چاہئے۔ ان آیات کا ترجمہ یہ ہے :

"اے ایمان والو! جب تم مقابلہ کرو کافروں کے لشکر جرار سے تو مت پھیرنا ان کی طرف (اپنی) پیٹھیں اور جو پھیرے گا ان کی طرف اس روز اپنی پیٹھ۔ بجز اس صورت کے کہ پینترا بدلنے والا ہو لڑائی کے لئے یا پلٹ کر آنے والا ہو اپنی جماعت کی طرف تو وہ مستحق ہو گا اللہ کے غضب کا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔

(الانفال ۱۵-۱۶)

"اے ایمان والو! جب تم جنگ آزما ہو کسی لشکر سے تو ثابت قدم رہو اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور (ہر مصیبت میں) صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" (الانفال ۴۵-۴۶)

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان

بحوالہ ضرب مؤمن ۴/ تا ۱۰/ مئی ۹۹ء

"میں اللہ کی راہ میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کروں گا" ملا عمر

امیر المومنین مجاہد ملا عمر نے مرکزی جہادی مدرسے کے تاریخی تربیتی اجتماع میں شریک ہزاروں علماء و طلبہ کے نام ایک تحریری بیان میں کہا ہے کہ اگر علماء نے اپنا فرض ادا نہ کیا تو قیامت کے دن گریبان پکڑوں گا اس لئے کہ امت مسلمہ اور طالبان کی اخلاقی' دینی' سیاسی' اقتصادی' معاشرتی اصلاح علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔ علماء کرام کی قیادت میں تحریک طالبان نے جو عظیم الشان کامیابیاں حاصل کی ہیں اور ملک کے بہت بڑے حصے میں اللہ تعالیٰ کے مقدس دین کو غالب کر دیا ہے اس پر فخر و تکبر کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ لاکھوں شہداء کی قربانیوں اور جہاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے یہ عزت عطا فرمائی ہے۔ جہاد ہی مسلمانوں کی عزت کا باعث ہے۔ اس کو ترک کرنا ذلت اور پستی ہے۔ امیر المومنین کا یہ پیغام طلبہ کے ایک عظیم الشان تربیتی اجتماع میں ملا امیر خان متقی مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات نے پڑھ کر سنایا۔ پیغام میں علماء کرام کو اس بات کا احساس دلایا گیا کہ وہ صرف منبر و محراب کے وارث نہیں ہیں بلکہ میدان جہاد کی قیادت کے علمبردار بھی ہیں' خصوصاً اس نازک دور میں جب کہ چاروں طرف کفار مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہیں اور امت مسلمہ بے چارگی اور مظلومیت کی تصویر بنی ہماری طرف امید کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ اگر ہم نے اپنی ذمہ داری کو نبھانے میں غفلت کا مظاہرہ کیا یا پورے وسائل اور صلاحیتوں کو ظلم و ستم کے خاتمے اور غلبہ اسلام کے لئے استعمال نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہم مجرم گردانے جائیں گے۔ امیر المومنین نے اپنے پیغام میں اس عزم کا اظہار کیا کہ ظلم و جبر کے خاتمے کے لئے وہ کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور دین اسلام کی سربلندی کا جو راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے اسے منزل تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ علماء کرام کو چاہئے کہ وہ ہمارے دست و بازو بنیں' دور دراز محاذوں پر مصروف جہاد طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے خود چل کر ان کے پاس جائیں' ان کے سر پر دست شفقت رکھیں اس لئے کہ وہ سرحدات اسلام کی حفاظت پر مامور ہیں' پھر ان مجاہد طلبہ کا عزم بھی یہ ہوتا ہے کہ وہ زخمی یا شہید ہوئے بغیر محاذ جنگ چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ امیر المومنین نے اپنے پیغام میں ہادی عالم ﷺ کے اس فرمان کو یاد دلایا کہ "جب یہ امت جہاد کو چھوڑ دے گی تو ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن جائے گی"۔ ترک جہاد سے ہم ذلیل و رسوا تھے لیکن جہاد شروع کرنے سے روس جیسی عظیم کفریہ طاقت کو اللہ تعالیٰ نے رسوا کیا اور مجاہدین کو عزت عطا فرمائی اور پھر ظلم و ستم کے خلاف جہاد میں اللہ تعالیٰ نے طالبان کی مدد و نصرت فرما کر ان کو عزت سے سرفراز فرمایا۔ علماء کرام کو چاہئے کہ وہ طالبان کی کمزوریوں اور خطاؤں سے درگزر کرتے ہوئے ان کی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں۔

بنوں کے محمد وکیل کا جسم شہادت کے بعد انجانی خوشبو سے معطر تھا

ضلع بنوں سے تعلق رکھنے والے غریب دینی گھرانے کے چشم و چراغ محمد وکیل خان اسلام کی سربلندی کے لئے سرزمین افغانستان میں دشمنان اسلام کے خلاف طالبان مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑتے ہوئے بامیان کے محاذ پر شہید ہو گئے۔ جذبہ جہاد و شوق سے سرشار نوجوان مجاہد نے اسلام کی سربلندی کے لئے باغیوں کے خلاف مختلف محاذوں میں حصہ لیا اور ہمیشہ شہادت کی تمنا کرتے رہے۔ شہید کی عمر تقریباً ۲۲ سال تھی۔ انتہائی مخلص' دیانت دار اور متقی نوجوان تھے۔ ان کی طبیعت میں جہاد کا عنصر غالب رہا۔ شہادت کے بعد شہید کے جسم سے خوشبو مہک رہی تھی۔

شراب نوشی کے مرتکب کو ۸۰ دروں کی سزا

صوبہ فاریاب میں اسلامی عدالت کے فیصلے اور حکم پر ایک شرابی پر شرعی حد کا اجراء کیا گیا۔ ہزاروں افراد کے سامنے شراب خور عبدالحکیم کو ۸۰ درے لگائے گئے۔ مذکورہ شخص کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے صوبائی اہلکاروں نے شراب پیتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار کیا تھا۔ مجرم نے اپنے جرم کا اعتراف کیا چنانچہ اسلامی عدالت نے شرعی حد کے طور پر ۸۰ درے مارنے کا حکم صادر کیا جو مجمع عام میں تعمیل ہوا۔ اجتماع میں صوبہ فاریاب کے گورنر ملا جانان آخوند نے بھی شرکت کی۔

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

تقسیم ہند سے آج تک بھارت کشمیری عوام کو مطمئن اور اپنے ساتھ الحاق پر قائل نہیں کرسکا

"کچھ لو اور کچھ دو" کی بنیاد پر بامقصد مذاکرات کے بغیر کارگل کا علاقہ کسی قیمت پر خالی نہ کیا جائے

بھارت اگر مسئلہ کشمیر پر باہمی مذاکرات یا کسی کو ثالث ماننے پر آمادہ نہیں ہوتا تو پھر "دمادم مست قلندر" ہی واحد راستہ ہے

صلح ہو یا جنگ' یہ معاملات کبھی یکطرفہ نہیں ہوسکتے!

مرزا ایوب بیگ' امیر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور

کشمیر میں جنگ کے حوالے سے پاکستان اور بھارت کی حکومتوں نے جو رویہ اختیار کیا ہے۔ اس سے وہ لطیفہ بالکل الٹا ہوگیا ہے جس کے مطابق ایک بنئے نے ایک مسلمان کو لڑائی میں نیچے گرالیا اور اس کی چھاتی پر سوار ہوگیا لیکن اس برتری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس مسلمان کو مارنے کی بجائے اونچی آواز میں رونے لگا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کیا مسئلہ ہے؟ اس کی چھاتی پر بھی سوار ہو اور روئے بھی جا رہے ہو! کہنے لگا یہ مسلہ (مسلمان) نیچے سے اٹھ کر مجھے مارے گا۔ اگرچہ "ندائے خلافت" کے گذشتہ شمارے میں راقم نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ سالم کشمیر کو اپنے ساتھ رکھنے یا اپنے ساتھ ملالینے کی خواہش برصغیر کو راکھ کا ڈھیر بنادے گی۔ لہٰذا فریقین کو باہمی مذاکرات کے ساتھ کشمیر کو تقسیم کرکے اس مسئلہ کو حل کرلینا چاہئے جو نصف صدی سے دونوں غریب ملکوں کے وسائل کو چاٹ رہا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ جوں جوں فریق مخالف اکڑتا چلا جائے ہم جھکتے چلے جائیں کیونکہ صلح ہو یا جنگ کبھی یکطرفہ نہیں ہوسکتی۔

مذاکرات کا تو مطلب ہی افہام و تفہیم ہے اور کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر بڑے بڑے مسئلے حل ہوجاتے ہیں اگر دونوں اطراف سے مسئلہ حل کرنے کی خواہش یا نیت ہو۔ خاص طور پر اس پس منظر میں کہ مسئلہ فریقین کی اپنی دانستہ یا نادانستہ غلطیوں سے پیدا ہوا ہو تو کونسا مسئلہ ہے جو حل نہیں ہوسکتا۔ ریڈ کلف ایوارڈ نے جب انتہائی بددیانتی سے کام لیتے ہوئے گورداس پور کو بھارت کا حصہ قرار دے دیا اور کشمیر کے راجہ نے بھی بھارت سے الحاق کرلیا تو مسلم لیگی قیادت کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ قائداعظم نے پاکستانی افواج کے کمانڈر انچیف جنرل ڈگلس گریسی کو کشمیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا لیکن ادائیگیٔ فرض کی بجائے اس پر قومی تعصب غالب آگیا اور اس نے قائداعظم کے حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کردیا لیکن قبائلیوں' رضاکاروں اور مجاہدوں نے اپنے کم تر ہتھیاروں سے کشمیر پر حملہ کردیا۔ جس کے نتیجے میں کشمیر کا وہ حصہ آزاد کروالیا گیا جسے آج ہم آزاد کشمیر کہتے ہیں۔ بھارت نے اقوام متحدہ کی آڑ لے کر اور کشمیر میں استصواب رائے کا وعدہ کرکے ۱۹۴۸ء کی جنگ سے اپنا پیچھا چھڑایا۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ کے نتیجے میں

تجزیہ

کارگل سیکٹر آزاد کشمیر کا حصہ بنا اور ۱۹۷۱ء تک آزاد کشمیر کا حصہ رہا لیکن اس جنگ میں پاکستان نے یہ علاقہ کھو دیا اور کنٹرول لائن کے اس پار یہ علاقہ بھارتی کشمیر کا حصہ بن گیا۔ ۱۹۸۴ء میں بھارت کی ملک گیری کی ہوس نے مزید جوش مارا اور اس نے سیاچین میں پاکستانی فوج کی موسم سرما میں خالی کردہ چوکیوں پر قبضہ کرلیا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ بھارتی حکام کی نیت یہ تھی کہ سیاچین پر پیش رفت کرتے ہوئے شاہراہ ریشم کو اپنی زد میں لے لے۔ یہ جنرل ضیاءالحق کا دور تھا۔ انہوں نے اگرچہ اپنی خفت مٹانے کے لئے یہ بیان جاری کیا کہ سیاچین میں تو گھاس بھی نہیں اگتی لیکن ساتھ ہی سیاچین پر اپنی چوکیاں واپس لینے کی پورے زور و شور سے کوششیں شروع کردیں۔ سیاچین میں بھارتی حکام کی اس غیردانشمندانہ حکمت عملی کی وجہ سے ۱۵ سال سے دونوں ممالک دنیا کے بلند ترین محاذ جنگ پر ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں۔ اس محاذ پر دونوں نے ایک دوسرے کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا دونوں کو موسم نے پہنچایا ہے۔ سیاچین کا محاذ بھارت کے منہ میں چھچھوندر کی حیثیت اختیار کرچکا ہے۔ نہ وہ اسے نگل سکتا ہے اور نہ تھوک سکتا ہے۔

تقسیم ہند سے لے کر آج کی تاریخ تک بھارت کشمیری عوام کو مطمئن نہیں کرسکا اور نہ انہیں قائل کرسکا ہے کہ وہ بھارت کے ساتھ کشمیر کے الحاق کو قلبی اور ذہنی طور پر قبول کرلیں۔ لہٰذا وقفے وقفے سے وہاں آزادی کی تحریکیں چلتی رہیں لیکن پاکستان کی عدم دلچسپی یا نیم دلچسپی کی وجہ سے بھارت ان تحریکوں کو کچلنے میں کامیاب ہوتا رہا۔ بعد ازاں دنیا کے مختلف حصوں میں خصوصاً فلسطین اور افغانستان کے مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد سے متاثر ہو کر ۱۹۸۹ء میں کشمیر میں آزادی کی زبردست تحریک چلی۔ یہ تحریک گذشتہ تحریکوں کی نسبت زیادہ پرجوش اور ولولہ انگیز تھی۔ پھر یہ کہ اسے پاکستان خصوصاً آئی ایس آئی کی منظم عملی حمایت بھی حاصل تھی۔ افغانستان سے روسی افواج کے انخلاء کے بعد بہت سے افغانی اور غیرملکی مجاہد بھی کشمیر کا رخ کرچکے تھے لہٰذا بھارت گزشتہ ایک عشرے کے دوران جتنا اس تحریک کو کچلنے کی کوشش کررہا ہے یہ تحریک اتنی ہی قوت حاصل کرتی چلی جارہی ہے۔

کارگل سیکٹر اور اس کے جنوب میں واقع علاقے دفاعی لحاظ سے دونوں ممالک کے لئے غیراہم رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۲ء میں جب شملہ معاہدے کے تحت کنٹرول لائن کی حدبندی کی جارہی تھی اس خطہ زمین کے مشکل اور غیرآباد ہونے کے باعث کارگل سیکٹر کے شمال میں واقع علاقے کو غیرنشان دار چھوڑ دیا گیا تھا اور انتہائی شمال کی جانب واقع ایک فرضی مقام (N.J.9842) تک ایک فرضی عمودی خط کھینچ کر اسے لائن آف کنٹرول کا (غیرنشان دار) درجہ دے دیا گیا تھا لیکن دونوں ممالک اس خطے سے اس قدر لاتعلق رہے کہ دونوں ممالک میں سے

کبھی کوئی ایک فوجی بھی اس فرضی مقام N.J.9842 تک نہ پہنچا۔ لیکن بھارتی جنرل شیر نے جب سیاچین گلیشیر پر واقع بعض چوٹیوں پر قبضہ کرلیا تو اس علاقے کی جنگی اہمیت بہت بڑھ گئی۔ جبکہ بھارت نے سیاچین میں اپنی سپلائی لائن کو محفوظ بنانے کے لئے لائن آف کنٹرول کے پار پاکستانی علاقے میں بھی بعض چوٹیوں پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت پاکستان کے فوجی حکام نے اسے ایک عام سرحدی کارروائی سمجھتے ہوئے دونوں افواج کے مقامی کمانڈروں کی فلیگ میٹنگ میں یہ علاقہ خالی کرنے کا مطالبہ کیا تاہم بھارتی کمانڈر نے یہ مطالبہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ سیاچین کی جنگ کے بارے میں شروع ہی سے ایک تاثر قائم ہوگیا تھا جو کافی حد تک درست بھی تھا کہ اس جنگ میں کوئی فاتح اور مفتوح نہیں ہوگا اور اس جنگ سے پیچھا چھڑانا آسان نہیں ہوگا۔ پاکستان کے فوجی حکام کچھ عرصے سے منصوبہ بندی کر رہے تھے کہ اگر بھارت کی یہ سپلائی لائن کاٹ دی جائے تو اسے سیاچین میں سیاہ روکیا جاسکتا ہے۔ اس مرتبہ اپریل کے وسط میں سری نگر میں واقع بھارتی انٹیلی جنس کو سرحدی علاقے کارگل سیکٹر سے رپورٹیں ملنا شروع ہوئیں کہ مجاہدین مختلف راستوں سے کارگل سیکٹر میں داخل ہو رہے ہیں اور غیر معمولی نقل و حرکت دیکھنے میں آ رہی ہے۔ سری نگر میں بیٹھے ہوئے جرنیلوں نے اسے روٹین کی کارروائی قرار دے کر نظرانداز کر دیا مگر سردی کے خاتمے کے بعد جب بھارتی فوج کارگل سیکٹر میں واقع بلند و بالا چوکیوں پر پہنچی تو مجاہدین یا پاکستانی کمانڈوز نے ان کا استقبال گولیوں کی بوچھاڑ سے کیا۔ بھارت اپنی تمام تر زمینی اور فضائی کوششوں کے باوجود مجاہدین سے وہ چوکیاں واپس لینے میں ناکام ہو چکا ہے جن پر قبضہ کی وجہ سے سیاچین میں موجود بھارتی فوجوں کی سپلائی لائن خطرے میں پڑ چکی ہے۔ بھارت گرمیوں کے موسم میں سردیوں کے لئے فوجی ضروریات کا ذخیرہ سیاچین میں کرلیتا تھا۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ زمینی اور فضائی حملوں میں بری طرح منہ کی کھاکر بھی بھارت کی اکڑ میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور وہ نت نئی دھمکیاں دے رہا ہے جبکہ پاکستان کا رویہ معذرت خواہانہ ہے۔ ہم نے بھارتی پائلٹ کو یکطرفہ خیر سگالی کے جذبے سے رہا کر دیا اور وہ وہاں جاکر کہہ رہا ہے کہ پھر حملہ کرنے جاؤں گا۔ ہم اپنے وزیر خارجہ کو بھارت کی طرف دھکیل رہے ہیں لیکن ان کا Counterpark بھارتی وزیر خارجہ کہتا ہے کہ میرے پاس ملاقات کا وقت ہی نہیں۔ اگرچہ جنگ کوئی مرغوب اور محبوب شے نہیں لیکن امن بھی تو یکطرفہ طور پر قائم نہیں کیا جاسکتا۔ اگر بھارت ایک متنازعہ مسئلہ پر باہمی مذاکرات یا کسی کو ثالث ماننے کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر "دمادم مست قلندر" کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ دوسرے الفاظ میں کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں۔ لیکن اس کے لئے مجاہدین اور ان کی محض اخلاقی اور سفارتی حمایت کے الفاظ کا چکر ڈالنے کی بجائے حکومت پاکستان بانگ دہل اعلان کرے کہ کارگل سیکٹر ہمارا علاقہ ہے جو ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بھارت نے ہم سے چھین لیا تھا' ہم نے اپنا وہ علاقہ واپس لے لیا ہے اور ہم اپنے علاقے کو خالی نہیں کریں گے۔ بھارت نے اگر ناجائز طور پر سیاچین پر قبضہ کرلیا تھا تو وہ اپنے فوجیوں کو رسد پہنچانے کا بھی بندوبست کرے ہم اس کے ذمہ دار نہیں۔ یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ کارگل سیکٹر سے سیاچین کو جانے والا راستہ اگرچہ اہم بھی ہے اور نسبتاً آسان اور بہتر بھی لیکن یہ کہنا غلط ہے کہ یہ بھارت کو سیاچین سے ملانے والا واحد راستہ ہے۔ بھارتی حکومت ہماچل پردیش کے علاقے منالی سے لداخ کے صدر مقام لیہہ تک سڑک تعمیر کر چکی ہے جس سے وہ سیاچین سے رابطہ کر سکتی ہے۔ البتہ یہ سڑک برفانی تودوں کی وجہ سے اکثر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہے اور اسے بار بار کھولنے کے لئے بھاری اخراجات کرنے پڑتے ہیں اور رسد بہم پہنچانے میں بھی رکاوٹ پیش آتی ہے۔

بہرحال اب بھی ایسے دو طرفہ اور بامقصد مذاکرات جن میں سنجیدگی سے کچھ لو اور کچھ دو کا معاملہ کیا جاسکے فوری طور پر اہتمام کیا جانا چاہئے۔ اس کے بغیر کارگل کا علاقہ کسی قیمت پر خالی نہ کیا جائے۔ نیز ہمیں اس معاملے میں یکسو ہو جانا چاہئے ورنہ کسی دھمکی سے خوفزدہ ہو کر اگر ہم نے اپنے اٹھے ہوئے قدم واپس کئے تو یہ بہے ہوئے خون سے غداری ہوگی!!

بقیہ : احوال وطن

سوزی کی آگ میں جلنے والے بیروزگار اور بھوکے ننگے لوگوں کی تپش سے حکومتی ایوان بھی محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔ لہٰذا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بجٹ میں غریب عوام پر مہنگائی کا بوجھ لادنے کی بجائے ملکی معیشت کے ناسوروں کے خلاف آپریشن کلین اپ کا آغاز کرے اور ملکی خزانے کو ذاتی جاگیر سمجھنے والوں سے آہنی ہاتھوں سے نپٹنے اور آج تک تمام ترکھایا پیا اگلوائے اگر یہ نہ ہوا تو پھر ہم اور ہمارا پیارا ملک پاکستان معاشی دلدل میں دھنستا چلا جائے گا۔

شہادت۔ ایک مرتبہ بلند

شہادت بھی ایک کمال اور اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے بلکہ یہ تو ایسی نعمت ہے کہ اس کی نبی اکرم ﷺ کو بھی آرزو تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسلمانوں کے دل میں اس سے رنج نہ ہو تا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد کے لئے نکل جاؤں' اور میرے پاس اتنی سواریاں نہیں ہیں کہ سب کو ساتھ لے جاؤں تو میں ہر اس گروہ کے ساتھ نکلتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکل جاتا ہے۔ اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں"۔ (حوالہ صحیح بخاری' کتاب الجہاد)

شہادت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بیش بہا نعمت خداوندی ہے جن خوش نصیب حضرات کو یہ نعمت میسر آتی ہے۔ ان انعام یافتہ بندوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں البقرۃ آیت ۱۵۴ میں یوں فرمایا ہے "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ (معمولی مُردوں کی طرح) مر رہے ہیں بلکہ وہ تو (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں لیکن تم (ان) حواس سے (اس حیات کا) ادراک نہیں کر سکتے"۔ اسی طرح فرمایا:

- "جو کوئی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے۔ پس وہی ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے جو کہ انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین ہیں"۔ (النساء ۶۹)

مذکورہ بالا آیہ کریمہ میں شہداء کو اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں شامل کیا گیا ہے اور شہداء کو صالحین پر فضیلت دی گئی ہے۔ (سید فضل الحق' کراچی)

بجٹ اور حکومت کی ذمہ داری

—— تحریر : مرزا ندیم بیگ ——

بیسویں صدی کا آخری پاکستانی بجٹ ۱۳ جون کو پیش کیا جائے گا۔ ہمارے ہاں یہ دستور بن گیا ہے کہ ہر بجٹ تقریر کے اختتام پر وزیر خزانہ صاحب ایک ہی جملہ دہراتے ہیں کہ "ماشاء اللہ ہم نے اس سال بھی عوامی بجٹ پیش کیا اور یہی وجہ ہے کہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا" حالانکہ بجٹ اعلان سے قبل مہنگائی کی کئی بجلیاں عوام پر گرائی جا چکی ہوتی ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پاکستانی عوام کے ناتواں کندھوں پر بے شمار ٹیکسوں' اشیائے صرف اور خورد و نوش کی قیمتوں میں اضافہ کے ذریعے بھاری بھرکم بوجھ لاد دیا جاتا ہے۔

بجٹ اعلان سے قبل وزیر خزانہ ایک نہیں سو بار یہ فرما چکے ہیں کہ آئندہ بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگا رہے جبکہ عوام اس حقیقت سے واقف ہو چکے ہیں کہ جب کوئی حکومتی عہدیدار کسی چیز کی نفی انتہائی زور دار انداز میں کرے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ جس چیز کی نفی کی جا رہی ہے وہ لازماً ہو کر رہے گی جیسے بجٹ سے چند ہفتے قبل پٹرول' تیل' آٹے' گھی' چینی اور کئی اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

ایک سروے رپورٹ کے مطابق رواں مالی سال کے گزشتہ پانچ مہینوں میں اشیائے خورد و نوش میں ۱۵ فیصد' ادویات کی قیمتوں میں ۲۵ فیصد اضافہ ہوا ہے لہٰذا اس سے جو مہنگائی کا گراف بڑھا ہے وہ اب کسی صورت کم ہوتا نظر نہیں آ رہا ہے۔ پٹرول کی مصنوعات میں ۱۵ فیصد حکومتی اضافے نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہے۔

اس موضوع پر یہ بات کرنے کا مقصد موجودہ حکومت کو ہدف تنقید بنانا نہیں ہے بلکہ ہر پاکستانی کو معلوم ہے کہ ۲۸ مئی ۹۸ء کے ایٹمی دھماکوں کے بعد نواز شریف حکومت نے بین الاقوامی خصوصی عالمی مالیاتی اداروں کے دباؤ کا جس پامردی سے مقابلہ کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ مگر اس سب کے باوجود حکومت کو ہرگز یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ آج چار کروڑ پاکستانی غربت اور افلاس کی انتہاؤں پر زندگی بسر کر رہے ہیں کہ جن کے لئے زندگی نعمت کی بجائے عذاب ہے۔ اسطرح سات کروڑ پینے کے صاف پانی اور ساڑھے سات کروڑ علاج و معالجے کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔

ملک خداداد پاکستان کو ہر دور میں بے رحم اور مفاد پرست قیادت نے معاشی طور پر جس قدر نقصان پہنچایا ہے اس کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان کے قرضوں کا بوجھ قومی پیداوار کے ۹۱ فیصد سے زیادہ ہو گیا ہے اور قرضوں کے سود کی مد میں اس سال قومی بجٹ کا قریباً ۴۹ فیصد یعنی ۲۷۰ ارب روپے سود خوروں کو ادا کیا جائے گا اور اس وجہ سے ملک کے ترقیاتی مصارف میں روز بروز کمی ہوتی جا رہی ہے اور بیروزگاری میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور محتاط اندازوں کے مطابق ۶۰ لاکھ سے زائد افراد مکمل طور پر بے روزگار ہیں اور نئے روزگار فراہم کرنے کی بجائے برسر روزگار افراد کو بھی ڈاؤن سائزنگ یا رائٹ سائزنگ کی بنیاد پر فارغ کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل بیروزگاری کے ہاتھوں ستائے ہوئے افراد زندگی کی بجائے موت کو عزیز

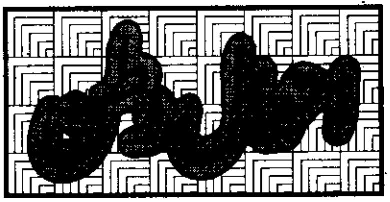

تر سمجھتے ہیں اور اسی بنیاد پر رواں سال میں خودکشیوں اور خود سوزیوں کی تعداد میں بیش بہا اضافہ ہوا ہے۔ ملکی معیشت جمود اور کساد بازاری کا شکار ہے۔ ۷۰۰ سے زائد فیکٹریوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ روپے کی قدر میں روز بروز کمی کے باعث برآمدات میں اضافہ محض خواب کے درجے میں ہے۔ سرکاری ادارے خسارے کے سمندر میں غرق ہو کر ختم ہو رہے ہیں۔ تمام تر زور لگانے کے باوجود حکومت ٹیکسوں کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ نہیں کر سکی ہے۔

اس تمام تر صورتحال میں اگر یہ بات کہی جائے تو بے جا نہ ہو گی کہ ملک حقیقتاً دیوالیہ ہو چکا ہے۔ حکمران کشکول توڑنے کا بار بار دعویٰ کرتے ہیں لیکن پھر عالمی مالیاتی اداروں کی دہلیز پر بھکاری کے روپ میں کھڑے ہیں۔ پاکستان جیسی مملکت خداداد کو اس حالت تک پہنچانے میں گزشتہ ادوار کی غیر مخلص اور بے ایمان قیادت کا ہاتھ ہے اور اس میں مزید اضافے کا کام ملک میں آسیب کی طرح پھیلے ہوئے کرپشن کلچر نے کیا ہے اور یہ کلچر پاکستانی معاشرے میں ہر سطح پر رائج ہے اس کی واضح مثال ملک کے معتبر اداروں قومی اسمبلی اور سینٹ میں کثیر تعداد میں بجلی اور ٹیکس چوروں کا موجود ہونا ہے جو صرف ان شعبوں کو ہی نہیں بلکہ پورے ملک کے معاشی وسائل کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہے بقول شاعر

ہم بچاتے رہ گئے دیمک سے اپنے گھر مگر
چند کیڑے کرسیوں کے ملک سارا کھا گئے

اور یہ وہی طبقہ ہے جو معتدبہ تعداد میں نہ ہونے کے باوجود پورے ملک کے وسائل پر قابض ہے اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج عوام کی اکثریت بھوکے پیٹ سوتی ہے۔ لہٰذا اس صورتحال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ محض چہرے ہی نہیں نظام اور امام بھی بدلا جائے اور ہمارا حکمرانوں سے بھی یہی مطالبہ ہے کہ وہ فوری طور پر اپنا قبلہ واشنگٹن اور لندن کی بجائے خانہ خدا کو بنائیں وہ اگر یہ کر لیں گے تو پھر کسی استعماری نظام کے سود خور مالیاتی اداروں سے قرض لینے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی اور اگر یہ نہ کیا گیا تو خود

(باقی صفحہ ۶ پر)

مکتوب بھارت

اسلام بیزاروں کی اتنی پذیرائی کیوں؟

—— محمد ابراہیم انصاری ——

پاکستان کے ایک صحافی نجم سیٹھی کی گرفتاری پر ہندوستانی اخباروں میں بڑا واویلا مچایا جا رہا ہے۔ انگریزی کے بڑے بڑے اخباروں میں شہ سرخیوں کے ساتھ ایک ہنگامہ برپا ہے' جو ظاہر کرتا ہے کہ نجم سیٹھی کا معاملہ تحفظ آزادی تحریر کا نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔ دہلی کے بڑے معتبر اخبار "دعوت" کے مطابق نجم سیٹھی کو دہلی میں کیول سنگھ میموریل لیکچر کی تقریب میں "پاکستان اکیسویں صدی میں" کے موضوع پر تقریر کرنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ وہیں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے واضح طور پر اور زور دے کر یہ کہا تھا کہ "اگر پاکستان اسلامی ریاست بن جائے تو ہندوستان و پاکستان کے درمیان دوستی قائم ہی نہیں ہو سکتی۔" دین اسلام کے بارے میں ایسے خیالات رکھنے والے "مسلمان" کا اگر پاکستانی حکومت نوٹس نہ لے تو اس کے اسلامی ملک ہونے کا مطلب کیا رہ جاتا ہے۔ یہ تو سلمان رشدی کی قبیل کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی گوہر افشانیوں پر کوئی مسلم حکومت بھی مواخذہ کر سکتی ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایسے منافقین کی ہمارے ملک میں اتنی پذیرائی کیوں؟ ایسے لوگ دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات خراب تو کر سکتے ہیں' سدھار نہیں سکتے۔

دنیا میں یہودی اور سنگھی لابی بڑے منظم طریقہ پر اسلام دشمنی کی سازشیں دن رات کر رہی ہیں۔ ہم انہیں خوب جانتے ہیں کیونکہ یہ کھلے دشمن ہیں۔ ہوشیار رہنے کی ضرورت تو نام نہاد مسلمانوں سے ہے جو اپنا اسلامی نام رکھ کر سازشی لابیوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ مذہب کو افیون اور خود کو ترقی پسند کہلانے والے یہ لوگ بڑے فتنہ گر اور فسادی گروہ ہیں۔ انہیں یہ نہیں معلوم کہ ترقی پسندی تو صرف خالق کائنات کے عطا کردہ اسلام میں موجود ہے۔ اسلام مستقبل کی امید ہے۔ صدیوں سے ہر روز دریافت ہونے والی سائنس کی ٹیکنالوجی سے میل کھانے والے اصول اسلام کی تعلیمات میں موجود ہیں۔

اقامت دین کی جدوجہد کرنے والے کارکنوں کی ذمہ داریاں

تحریر : محمد سمیع

جب کسی کو کسی ادارے یا حکومت میں کوئی منصب مل جاتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے روز و شب میں تبدیلی برپا ہو جاتی ہے۔ اس کی سرگرمیوں میں نمایاں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ دراصل جس منصب پر وہ فائز ہوا ہے اس کی اہمیت اور اس کے تقاضے اسے مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے عمل کو ان کے مطابق ڈھال لے۔ اگر اس منصب پر فائز ہونے کے بعد بھی اس کے روز و شب میں تبدیلی پیدا نہ ہو اور ہو بھی تو ایسی کہ اسے تبدیلی محض کا نام دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بالآخر اس عہدے پر فائز کرنے والے اسے معزول کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے اس منصب پر فائز امت مسلمہ یعنی یہود کو دنیا کی رہنمائی کے عہدے سے اس لئے معزول کر دیا تھا کہ انہوں نے اس کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کو نہ سمجھا۔ نتیجتاً وہ انسانوں کے سب سے بڑے دشمن یعنی شیطان لعین کے نرغے میں آگئے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر اکساتا رہا اور وہ فسق و فجور میں مبتلا رہے۔ بنی اسرائیل کی معزولی کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس منصب پر موجودہ امت مسلمہ کو فائز کیا۔ جب تک امت مسلمہ اپنے اس منصب کے تقاضے پورا کرتی رہی اللہ تعالیٰ اسے ترقیوں کے منازل سے گزارتا رہا۔ امت مسلمہ کے اس حصہ نے اس منصب کی اہمیت کو کس طرح سمجھا اسے ایک مثال کی صورت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ جواب ہے جو ایک مردِ مومن نے دشمن کی سامنے دیا تھا۔ "ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ ہم لوگوں کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی کی طرف اور بادشاہوں کے ظلم و جور سے نکال کر اسلام کے عدل کی طرف لائیں۔" اب آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص ؓ نے اسلام کے مشن کو کس قدر درست سمجھا تھا۔ پھر جب امت مسلمہ اس فرض منصبی سے غفلت برتنے لگی تو ان میں اللہ کے بندوں پر مشتمل مختلف گروہ اس فرض کو ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ یہ امت مسلمہ کی خوش قسمتی ہے کہ یہ آخر الامم ہے لہٰذا اب اسے معزولی کا سامنا نہیں۔ ہم یعنی تنظیم اسلامی بھی ان چند گروہوں میں سے ایک ہے جنہوں نے اس چیلنج کو قبول کیا ہے۔ اگر ہم ان راہوں میں ترقی کی منازل طے کرنے میں پیچھے ہیں تو اس کا واضح مطلب ہے کہ ہم نے اپنے منصب کو نہیں پہچانا۔ ہم اپنے آپ کو بھی امت مسلمہ کے عام لوگوں کی طرح سمجھے بیٹھے ہیں۔ جبھی تو ہمارے شب و روز میں اور عام لوگوں کے شب و روز میں زیادہ فرق و تفاوت نظر نہیں آتا۔ پہلے تو ہمیں اپنی خودی کو پہچاننا پڑے گا یعنی خود اپنے آپ کو پہچاننا پڑے گا اور جب ہم اپنے آپ کو پہچاننے میں کامیاب ہو جائیں گے تو اپنے مشن کی اہمیت کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں گے۔ خدارا اپنے آپ کو عام لوگوں سے ممتاز سمجھئے۔ لیکن "ولا فخر" کے جذبہ کے ساتھ۔ اگر آپ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اقامت دین کی جدوجہد کا حق بھی ادا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ورنہ سورۃ الحشر کی اس آیت کو ذہن میں تازہ کر لیجئے (ترجمہ) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ وہی تو فاسق ہیں۔" یاد رکھئے ہمیں تقویٰ کی راہ پر گامزن رہنا ہے فسق و فجور کی راہ پر نہیں۔

نامے میرے نام

"علماء کمیٹی میں شمولیت رجائیت پسندی کی دلیل اور استعفیٰ حقیقت پسندی کا مظہر ہے"

دہلی سے مولانا سید اخلاق حسین قاسمی کا مکتوب بنام امیر تنظیم اسلامی

گرامی قدر حضرت ڈاکٹر صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معذرت خواہ ہوں، عرصہ کے بعد خط لکھ رہا ہوں، کوئی عذر معقول نہیں صرف دماغی پریشانیاں، طبعی عوارض، لیکن آپ کے افادات، مشکلات میں آپ کی ہوش مندانہ استقامت، اور راہ حق پر سرگرم جدوجہد کی روداد برابر پڑھتا ہوں۔ محسوس کر رہا ہوں کہ ارباب وفا نے جو تاریخ چھوڑی ہے آپ اس کی تجدید میں لگے ہوئے ہیں۔ ابھی علماء کمیٹی سے آپ کے استعفیٰ کی خبر دیکھی، صدارت کی منظوری پر تعجب ہوا تھا، لیکن یہ آپ کی رجائیت پسندی تھی، تو استعفیٰ حقیقت پسندی ہے۔ اس مسئلہ میں سپاہ صحابہ نے اگر اعتدال پسندی سے کام نہ لیا تو پاکستان تباہ ہو جائے گا، جھکنا ہمیں پڑے گا۔ سعودی عرب کی سلفیت بہت دور ہے، ایران بہت قریب ہے اور پھر اندر کے حالات میں بقول آنجناب کے پاکستان کا معجزانہ قیام سلفیت، اہل سنت اور اہل توحید کی تنہا سرگرمیوں کا مرہون منت نہیں تھا۔ اس معجزہ کی تخلیق میں اہل امامت کا بڑا حصہ ہے اور پھر اہل محبت کی مخفی ہمدردیاں بھی انہی کے ساتھ ہیں، وہابیوں کے ساتھ نہیں — ناچیز نے موضح قرآن پر جو کام کیا تھا الحمد للہ وہ چھپ گیا ہے، کراچی پاکستان چوک ایچ ایم سعید کمپنی کو لکھ دیں وہ بھیج دیں گے۔ مرحوم علوی صاحب کی وفات کے بعد لاہور آنے کی امنگ ختم ہو گئی ہے۔ بھائی صاحب بے حد کمزور ہو گئے۔ وہ (مولانا علوی مرحوم) مجھے ادھر ادھر لئے پھرتے تھے، بڑا صدمہ ہے مجھے ان کی جدائی کا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ صحت بے حد کمزور ہے، ہمت ختم ہو چکی ہے۔ کوئی سہارا نہیں جس کے ساتھ سفر کر سکوں۔ بس دعاء کی درخواست کرتا ہوں۔ صاحبزادگان اور دوسرے احباب کی خدمت میں بھی سلام مسنون

اخلاق حسین قاسمی

مدرسہ عالیہ عربیہ فتحپوری، دہلی، ۱۹/اپریل

☆ ☆ ☆

"آپ کی کتابیں پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ مولانا آزاد کی غبار خاطر پڑھ رہا ہوں"

امریکہ کے شہر LEXINGTON سے جناب سلیم قریشی کا مراسلہ

محترم ڈاکٹر صاحب، السلام علیکم

میرا نام سلیم ہے لیکن قلب سلیم کی ﴿إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ تلاش میں ہوں۔ پاکستان سے ہوں اور گردگر ماگداو گورستان کے شہر سے ہوں (یہ بھی کیا تعارف ہے شہر کا!) پیشہ ڈاکٹری ہے کاش کہ حکیم ہوتا۔ نشتر میڈیکل کالج میں طاہر خاکوانی صاحب کا Colleague رہا ہوں۔ امریکہ میں تقریباً دس سال سے رہائش پذیر ہوں۔ اور یہاں Kentucky کے شہر Lexington میں رہتا ہوں۔ یہاں جس مسجد سے تعلق ہے وہاں Sunday کو آپ کی ویڈیو کیسٹس سال ہا سال سے تبلیغ کے لئے استعمال ہو رہی ہیں اور میں نے دو چار کتابیں بھی آپ کی لکھی ہوئی پڑھی ہیں۔ کبھی کبھی ایسے لگتا ہے کہ مولانا آزاد کی غبار خاطر پڑھ رہا ہوں یا یہ کہ مولانا آزاد تنظیم اسلامی میں آ گئے ہیں۔ میں جس شہر میں رہتا ہوں یہاں university ہے اور اس میں تقریباً تین چار سو مسلمان طالب علم ہیں۔ MSA خاصی Active ہے۔ مسلمانوں کی تعداد تقریباً دو تین ہزار یقیناً ہوگی۔ یہ چند لائنیں اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو اس بار یا جب آپ دوبارہ تشریف لائیں تو ہم مسجد میں یونیورسٹی اور thristion academy میں آپ کے لیکچرز کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ما ہمہ تشنہ لب نیم و توئی آب حیات　　کرم فرما کہ زحد می گزرد تشنہ لبی

والسلام، سلیم قریشی

3273-Mantilla Dr LEXINGTON,KY 40513

استحصالی نظام کے خاتمہ کے بغیر ہماری شہ رگ پر یہود و ہنود ہی قابض رہیں گے

ملک و ملت کو درپیش صورتحال کا اصل علاج!

ادارہ نوائے وقت کے تحت منعقدہ ایک تقریب کے حوالے سے چند معروضات

——— تحریر : نعیم اختر عدنان ———

گزشتہ دنوں ادارہ نوائے وقت کے زیر اہتمام الحمراء ہال لاہور میں "قائداعظم سے مادرِ ملت تک" اور "ایٹمی دھماکے میں نوائے وقت کا کردار" کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں کے لئے ایک تقریب رونمائی منعقد ہوئی جس میں وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف بھی مدعو تھے۔

پنجاب کے شاہین صفت وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف نے اپنے خطاب میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی کہا کہ "اب پاکستان کے بازو فولادی ہی نہیں ایٹمی قوت کے حامل ہیں مگر ہمیں دفاعی شعبے کے بعد معاشی اور معاشرتی شعبے میں بھی تبدیلی لانا ہوگی' قرضوں کی معیشت کا خاتمہ کرنا ہوگا' کڑی شرائط کے تحت بھیک مانگنے والے کشکول کو توڑنا ہوگا' ہمیں یا تو بیرونی قرضوں کے کشکول گدائی کو توڑنا ہوگا یا پھر ایٹمی صلاحیت پر سودے بازی کے لئے تیار رہنا ہوگا!۔ موجودہ استحصالی نظام تحریک پاکستان کے شہداء کے خون سے غداری کے مترادف ہے۔ ہمیں رشوت' سفارش' دھن' دھونس اور دھاندلی کے کلچر کو ختم کرنا ہوگا۔ پاکستان میں چار کروڑ افراد خط افلاس پر زندگی بسر کر رہے ہیں' ہمیں ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزار ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے

ممتاز کالم نگار' صحافی اور ناروے میں پاکستانی سفیر جناب عطاء الحق قاسمی نے بیک وقت مزاحیہ اور سنجیدہ انداز اپنا کر اپنا نقطہ نظر بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایٹمی دھماکہ اچھا اقدام ہے' اس اقدام سے پورے عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی' پاکستانی عوام کے چہرے خوشی سے گلنار ہو گئے مگر ۱۳ کروڑ عوام کے مسائل جوں کے توں موجود ہیں۔ دیانت دار پولیس اور فرض شناس عدلیہ مفقود ہے۔ ان حالات میں ہومیو پیتھی طریقہ علاج کی بجائے سٹیرائڈز کی ضرورت ہے۔ انسانی حقوق ظالموں کے نہیں مظلوموں کے ہوتے ہیں۔ ہمیں مظلوموں کا ساتھ دینا ہوگا۔

فرزند اقبال جناب جاوید اقبال نے کہا کہ ہمیں اپنی ایٹمی قوت کو بجلی پیدا کرنے کے لئے کام میں لانا چاہئے۔ اب ہمیں دفاعی شعبے کے بعد مضبوط اور مستحکم معیشت کے قیام کی طرف توجہ کرنا ہوگی۔ ایٹمی پاکستان کو غیروں کا دست نگر نہیں ہونا چاہئے' ہمیں پاکستان کو خوشحال اور ترقی یافتہ ملک بنانا ہوگا۔

نوائے وقت کے ایڈیٹر جناب مجید نظامی ڈائس پر آئے تو انہوں نے ایک جملہ بول کر دوبارہ اپنی نشست سنبھال لی وہ جملہ کچھ یوں تھا "جناب وزیر اعظم مشکل وقت آ چکا ہے "ڈٹے رہئے!"۔

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں مسئلہ کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "کشمیری مسلمانوں کو ان کا حق خود اختیاری ملنا چاہئے' دونوں ممالک کے مابین امن کے قیام کے لئے مسئلہ کشمیر کا حل ضروری ہے"۔

اس تقریب کے اہم ترین مقررین کے خیالات کو پیش نظر رکھا جائے تو ملک و قوم کو درپیش مسائل کی فہرست کچھ یوں ترتیب پاتی ہے۔

۱) پاکستان کا اصل مسئلہ غیر ملکی مالیاتی اداروں کے بھاری شرح سود اور کڑی شرائط کے حامل سودی قرضوں سے نجات ہے' اس کے بغیر ہم نہ تو اپنے عوام کی حالت سنوار سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی ایٹمی قوت کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

۲) پاکستان کا موجودہ استحصالی نظام اور اس کی پیدا کردہ گندگیاں ہمارے قومی مسائل کا وہ ناسور ہے جس نے ہر شعبہ زندگی کو مفلوج کر رکھا ہے۔

۳) پولیس کا حاکمانہ و ظالمانہ طرز عمل اور عدلیہ کی ناگفتہ بہ صورتحال!

۴) مسئلہ کشمیر!

زعمائے ملت کے فکر انگیز خطابات کی روشنی میں ہم نے اختصار کے ساتھ ملت اسلامیہ پاکستان کو درپیش مسائل کی فہرست ترتیب دی ہے' لیکن اصل اور اہم ترین سوال یہ ہے کہ یہ مسائل کیسے حل ہوں گے؟

پاکستان کا اصل' بنیادی اور اہم ترین مسئلہ معاشی غلامی سے نجات ہے۔ اس معاشی غلامی کے پیچھے کارفرما قوت سود پر مبنی وہ مالیاتی نظام ہے جس نے نئے عالمی مالیاتی سامراج کی شکل میں پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ اگر ہم اس نئے مالیاتی سامراج سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ ملک و ملت کی قیادت کا حامل حکمران طبقہ اللہ اور رسولؐ کی طرف سے حرام کردہ سود کو قومی سطح پر ممنوع قرار دینے کا بظاہر احوال مشکل مگر واحد قابل عمل راستہ اختیار کرے۔ اس ضمن میں ابتدائی قدم کے طور پر اُسے اندرون ملک ہر قسم کے سودی نظام کا فی الفور خاتمہ کا اقدام کرنا ہوگا تاکہ پوری دنیا کو معلوم ہو جائے کہ بحیثیت قوم اہل پاکستان کا آئندہ لائحہ عمل کیا ہوگا۔ سود کے خاتمہ سے ملک کے استحصالی نظام کا اہم اور مضبوط ستون گرانے کے بعد استحصال کی دوسری بنیاد کے خاتمہ کے لئے موجودہ جاگیرداری نظام کا جو اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے' خاتمہ کرنا ہوگا۔ سودی اور جاگیرداری نظام کے خاتمے سے ہم نہ صرف غیروں کی معاشی غلامی سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے بلکہ اس سے ملک و قوم کو خوشحالی کی طرف گامزن بھی کیا جا سکے گا۔

عدلیہ کو فرض شناسی پر آمادہ کرنے کے لئے قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانا ناگزیر ہے۔ جب عدلیہ موجودہ دستور کی نگرانی اور محدودیت سے نکل کر قرآن و سنت کی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

گوشۂ اطفال

اپنے نبیؐ کا پیغام

اپنے نبی کا ہے پیغام / کرتے رہنا اچھے کام
دین ہمارا ہے اسلام
غیروں کے کام آنے والے / نیکی کو اپنانے والے
دنیا میں پاتے ہیں انعام
عزت کو اپناؤ بچو / دین و دنیا پاؤ بچو
سب سے اعلیٰ اس کا مقام

حلقہ لاہور کے زیر اہتمام شب بسری پروگرام

حلقہ لاہور کے زیر اہتمام امیر حلقہ مرزا ایوب بیگ کی زیر صدارت قرآن اکیڈمی لاہور میں ۲۲/ مئی ۹۹ء بروز ہفتہ نماز عشاء کے بعد شب بسری کا پروگرام ہوا۔ جناب حافظ محمد عرفان نے "ایفائے عہد کی اہمیت" کے حوالے سے سورۂ آل عمران کی آیت ۷۷ کی روشنی میں درس قرآن دیا۔ انہوں نے کہا ہم نے دوہرا عہد کر رکھا ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ سے دوسرا امیر تنظیم سے۔ اس لئے ہم پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے لہٰذا ہمیں عہد کی پابندی کرنی چاہئے بلکہ وعدے کی خلاف ورزی نفاق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ مرزا ایوب بیگ امیر حلقہ لاہور نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔ جہاد اسلامی کے موضوع پر جناب طارق جاوید نے درس حدیث دیا۔ اور جہاد اور جنگ کے فرق کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ جہاد کی انتہائی منزل جنگ یا قتال ہے۔ دونوں کو ایک سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حدیث نبویؐ کے مطابق جس شخص کی موت اس حالت میں آئی کہ اس کے دل میں جہاد کی آرزو تک نہ تھی تو وہ گویا نفاق کی حالت میں مرا۔

جناب شیخ نفیس احمد نے اسلام اور اقبال کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اقبال نے یہ جان لیا تھا کہ دنیائے مسلم زوال کا شکار ہے چنانچہ انہوں نے امت کے اس زوال کا سبب قرآن سے دوری قرار دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کو چھوڑ کر ہم دین سے دور ہوتے گئے اور یوں ذلت ہمارا مقدر بن گئی۔

جناب عاکف سعید نائب امیر تنظیم اسلامی نے تعلق مع اللہ کے حوالے سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ دین کا اصل مقصد بندوں کا اپنے خالق و مالک کے ساتھ تعلق کا قیام ہے۔ تخلیق جن وانس کا مقصد بندگی رب ہے چنانچہ قرآن میں فرمایا گیا ﴿ وماخلقت الجن والانس الالیعبدون ﴾ تمام انبیاء ورسل نے بھی یہی دعوت دی اور تقویٰ کا نقطہ عروج بھی یہی بندگی رب کی دعوت ہے۔ سورۃ المائدۃ میں تعلق مع اللہ کے ضمن میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' اس کا قرب تلاش کرو۔ تحریک اسلامی کے کارکنوں کی لازمی خوبی یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اصل سرمایۂ زندگی تعلق مع اللہ اور توکل علی اللہ ہے' جو صرف اور صرف رضائے الٰہی کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے۔ آخر میں درج ذیل موضوعات پر مذاکرہ ہوا۔

① اسلام مذہب نہیں دین ہے۔
② پاکستان میں شیعہ وسنی مفاہمت ناگزیر کیوں؟
③ دینی جماعتیں انتخابات میں ناکام کیوں؟
④ کیا جہاد کشمیر ۱۹۴۸ء میں مولانا مودودیؒ کی نظر میں جہاد فی سبیل اللہ تھا؟

محسن سلیم' شجاع احمد' قاضی فضل حکیم' عبدالرزاق' عبدالصبور' شاہد اقبال اور راقم نے ان موضوعات پر اظہارِ خیال کیا۔ بعد ازاں امیر حلقہ نے لاہور کی مقامی تنظیموں کے حوالے سے شریک پروگرام رفقاء کی حاضری رپورٹ پیش کی اور یوں رات کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

صبح بعد نماز فجر امیر لاہور غربی جناب نعیم اختر عدنان نے سورۃ المومن کی آیات کی روشنی میں درس قرآن دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا ہو گا کہ آیا ہم اپنی زندگی واقعی اللہ کی فرمانبرداری میں گزار رہے ہیں یا نہیں۔ اگر جواب نفی میں ہو تو خلوص نیت سے توبہ کریں اور آئندہ کی تمام زندگی اس کی فرمانبرداری میں بسر کرنے کا عزم کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بننا ہو گا۔ تب ہمیں اللہ کی نصرت حاصل ہو سکتی ہے۔ جو لوگ یہ کام پورے شعور کے ساتھ کرتے ہیں ان کی توبہ قبول ہو گی۔ ایمان حقیقی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب بندہ ایک مرتبہ اللہ سے عہد کر لے کہ آئندہ سے خالق کائنات کے احکامات پر عمل کرے گا۔ تو عرش کے فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے۔ یہی نہیں ان کی اولاد' رشتہ داروں' اہل و عیال کو بھی ابدی نعمتوں کی حامل جنت میں داخل کر دے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ فرشتوں کی دعاؤں کا مصداق بنیں تو اس کے لئے شرط صرف یہ ہے کہ ہمیں ایمان حقیقی حاصل ہو' اور اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں تمام زندگی بسر ہو۔ انہوں نے کہا کہ زندگی کی گھڑیاں بڑی تیزی سے گزر رہی ہیں ہمیں اس زندگی کو صحیح طریقے سے بسر کرنے کی فکر کرنا چاہئے۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

(رپورٹ : عبدالمتین مجاہد)

پنجاب شمالی کے نائب ناظم کا دورۂ ایبٹ آباد

۲۷/ مئی بروز جمعرات جناب محمد طفیل گوندل ایبٹ آباد تشریف لائے۔ راقم نے اپنے سکول میں خواتین و حضرات کے لئے درس قرآن کی نشست رکھی ہوئی تھی اس سلسلے میں تین روز قبل دعوت نامے بھی دیئے گئے تھے۔

خطبۂ مسنونہ کے بعد گوندل صاحب نے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اسی رکوع میں اللہ تعالیٰ نے بندۂ مومن کی شخصیت کے خدوخال بیان کئے ہیں۔ اس رکوع میں بندہ مومن کی گیارہ صفات بیان کی گئی ہیں جو علی الترتیب یہ ہیں عاجزی وانکساری' جاہل لوگوں سے اعراض' قیام اللیل' عذاب جہنم سے اللہ کی پناہ' آمدن و خرچ میں اعتدال' شرک سے اجتناب' ناحق قتل نہ کرنا' بدکاری سے بچنا' توبہ کرنا' آیات اللہ پر غور و فکر اور نیک و صالح بیوی اور اولاد کے لئے دعا کرنا۔ ایسے لوگ اللہ کو پسند ہیں اور انہی کو اللہ تعالیٰ آخرت میں بلند مقام عطا فرمائیں گے اور یہی دراصل حقیقی کامیابی ہے۔

درس قرآن کے بعد شرکاء میں سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ اقامت دین کی خاطر تمام دینی قوتیں ایک مقام پر اکٹھی کیوں نہیں ہوتیں۔ گوندل صاحب نے جواب دیا کہ اس سلسلے میں تنظیم اسلامی کی کوشش جاری ہے۔ منہاج محمدی کانفرنسیں بھی اسی مقصد کی خاطر منعقد کی گئی تھیں جس کے نتیجے میں اب تک چار جماعتوں نے اتفاق کر لیا ہے اور متحدہ اسلامی انقلابی محاذ قائم ہو چکا ہے۔

(رپورٹ : ذوالفقار علی)

یوم تکبیر کے موقع پر تنظیم اسلامی کراچی کے رفقاء کا مظاہرہ

عوام الناس کی اکثریت محض چند عبادات و رسومات کو کل کا کل دین سمجھے بیٹھی ہے۔ دعوت دین کا کام علماء اور مذہبی جماعتوں کے لئے مخصوص سمجھ لیا گیا ہے۔ میڈیا کے عموماً دو ہی کام رہ گئے ہیں یا تو حکومت وقت کی تعریف میں رطب اللسان رہنا یا عریانی' فحاشی اور بے پردگی کو فروغ دینا۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے کئی سال قبل بینک انٹرسٹ کو سود قرار دے کر حرام قرار دیا تھا لیکن حکومت وقت نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ یوں حکومت نے سودی مالیاتی نظام کو جاری رکھ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے جنگ کے الٹی میٹم کو قبول کر رکھا ہے۔ شریعت بل کی ہڈی بھی سینٹ کے حلق میں پھنسی ہوئی ہے۔ ان تمام امور کے ہوتے ہوئے حکومت کا ۲۸ مئی کو ایٹمی دھماکہ کی سالگرہ منانے کا عزم بالجزم اور اسے نام بھی یوم تکبیر کا دیا جانا آپس میں کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ چونکہ اقامت دین کی جدوجہد اصلاً تکبیر رب کی جدوجہد ہی ہے لہٰذا مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ عوام الناس کو یوم تکبیر کے تقاضوں سے آگاہ کرنے کے لئے اسی دن قائداعظم کے مزار کے سامنے عین اس وقت جبکہ وزیراعظم نواز شریف کا جلسۂ عام ہو گا مظاہرہ کا اہتمام کیا جائے۔ اس کے لئے دو مقامات منتخب کئے گئے۔ تنظیم شرقی نمبر۱' نمبر۲ اور نمبر۳ کے رفقاء کی ڈیوٹی گرو مندر چوک پر اور تنظیم جنوبی' وسطی نمبر۱' وسطی نمبر۲ اور غربی کی ڈیوٹی نمائش چوک پر لگائی گئی۔ طے یہ ہوا کہ پہلی ٹیم جس کی قیادت نوید عمر امیر تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر۱ کریں گے۔ اس میں شامل رفقاء نماز عصر سبیل والی مسجد میں اور دوسری ٹیم جس کی قیادت عبداللطیف عقیلی امیر تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی نے کی اس میں شامل رفقاء نے نماز مسجد باب الرحمت میں ادا کی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد رفقاء نے لوگوں میں ہینڈ بلز تقسیم

کئے جو دس ہزار کی تعداد میں چھاپے گئے تھے' بینرز ڈسپلے کئے گئے جن کی تعداد ۲۰ تھی۔ اعجاز لطیف صاحب' انجینئر نوید احمد صاحب' عابد جاوید خان صاحب اور عبدالقادر انصاری صاحب نے وقفے وقفے سے مجمع سے خطاب کیا۔ جس کے لئے ساؤنڈ سسٹم کا سامان دو گاڑیوں پر نصب کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ کے باہر ایک میلے کا سا سماں تھا۔ لوگ ریلیوں کی صورت میں وزیر اعظم کی تقریر سننے کے لئے آرہے تھے' منچلے نوجوانوں کے ٹولے جھنڈے اٹھائے اپنی سائلنسر سے آزاد موٹر سائیکلوں پر رواں دواں نظر تھے۔ یہ صورتحال دیکھ کر ایک باریش نوجوان پولیس والے نے راقم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ یہ ہیں ملک کا مستقبل بننے والے نوجوان۔ ایسے ماحول میں دین کی دعوت پیش کرنا کتنا صبر آزما کام ہے۔ لیکن الحمدللہ تنظیم اسلامی کے رفقاء اپنے اس فرض کو مستعدی سے انجام دے رہے تھے۔ مقررین لوگوں کو اللہ کی کامل بندگی کا مطلب سمجھا رہے تھے۔ حکمرانوں کے طور و اطوار سے لوگوں کو آگاہ کر رہے تھے کہ کس طرح وہ لوگوں کو میلوں ٹھیلوں' کھیل کود اور دیگر لہو و لعب میں الجھا کر انہیں اللہ کے دین سے دور کر رہے ہیں۔ حالانکہ حکمرانوں کا اولین فرض نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ہے۔ اسی لئے اللہ نے انہیں اقتدار عطا کیا ہے۔ وہ یہ فرض طاقت کے ذریعے بھی ادا کرسکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ صورتحال اس حدیث مبارکہ کی آئینہ دار بن گئی ہے کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ نہ صرف نیکیوں کا حکم دینے اور برائیوں کے خاتمہ کا فریضہ ترک کر دیں گے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر نیکیوں کی بجائے برائیوں کا حکم دینا شروع کر دیں گے اور وہ مسلمان ہی ہوں گے۔ ریڈیو' ٹی وی' اخبارات اور جرائد کو دیکھ ڈالئے یہ سب کس طرح برائیوں کے فروغ کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ عریانی و فحاشی کے سیلاب نے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ نتیجتاً گینگ ریپ' اغوا برائے تاوان' دہشت گردی سمیت کون سا ایسا جرم ہے جو یہاں نہیں ہو رہا ہے پھر بھی دعویٰ ہے یوم تکبیر منانے کا۔ ایسے میں ہمارے ساتھی لوگوں کو متنبہ کر رہے تھے کہ اگر اب بھی ہم نے اپنے رب کے حضور سچی توبہ نہ کی اور تکبیر رب کی جدوجہد کے لئے اپنے آپ کو فارغ نہ کیا تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب کا سامنا کرنا ہو گا۔ خودکشیوں اور خودسوزیوں کے پس منظر میں بھی دن بدن مہنگائی کو فروغ دیا جا رہا ہے اور معاشرہ بڑی تیزی کے ساتھ خانہ جنگی کی طرف بڑھتا نظر آ رہا ہے۔ اذان مغرب کے ساتھ یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ تقریباً ایک سو سے زائد رفقاء نے اس مظاہرہ میں حصہ لیا جس کے بارے میں ایک کہنے والے نے کہا کہ آپ لوگ کامیاب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی زبان مبارک کرے اور ملک میں خیر کی قوتوں کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے تاکہ اسلامی نظام عدل کے قیام کے نتیجے میں ایک مثالی اسلامی معاشرہ وجود میں آئے جہاں حکمران عوام میں تفریق پیدا کرنے کی بجائے اخوت و محبت کے جذبات پیدا کریں۔

(رپورٹ : محمد سمیع)

اُسرہ خویشگی کے دفتر کا قیام

اُسرہ خویشگی کا دفتر تقریباً ایک سال سے رفیق تنظیم جناب نصراللہ کے ذاتی مکان کے ایک کمرے میں قائم تھا۔ امیر حلقہ میجر (ر) فتح محمد کی شدید خواہش تھی کہ دفتر حلقہ کسی نمایاں جگہ منتقل کیا جائے۔ ۱۶ فروری کو حلقہ جاتی مجلس مشاورت میں امیر حلقہ کی طرف سے باقاعدہ تاکید کے ساتھ حکم ہوا کہ دفتر اُسرہ کے لئے کرائے کی جگہ دیکھی جائے چنانچہ خویشگی مین بازار میں ایک دفتر کیم اپریل سے کرایہ پر لے لیا گیا۔ اس سلسلے میں ۱۷/ اپریل کو امیر حلقہ اور امیر تنظیم اسلامی پشاور ڈاکٹر اقبال صافی خویشگی تشریف لائے اور دفتر کا معائنہ کیا۔ تنظیمی امور اور دفتر کے اوقات کار پر مشورہ ہوا۔ نیز دفتر کے لئے ضروری اشیاء مہیا کرنے کی یقین دہانی بھی کرائی۔ دفتر اُسرہ عصر تا عشاء کھلا رہے گا۔ جس میں ہفتہ وار درس قرآن کا پروگرام بھی ہو گا۔ نیز ویڈیو کے ذریعے ہفتہ میں ایک بار امیر محترم کے منتخب دروس بھی دکھائے جائیں گے۔ (رپورٹ : خضر حیات)

تنظیم اسلامی وہاڑی کا شب بسری پروگرام

رفقائے تنظیم اسلامی وہاڑی کی دینی تربیت کے لئے ہر ماہ ایک شب بسری کے اہتمام کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلہ کا یہ دوسرا پروگرام تھا جو ۲۰ مئی بروز جمعرات نماز مغرب کے بعد شروع ہوا۔ شب بسری کے پروگرام کو جناب ڈاکٹر منظور حسین نے کنڈکٹ کیا۔

جناب ڈاکٹر طاہر خاکوانی امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر' جناب جاوید اختر کی معیت میں وہاڑی تشریف لائے۔ انہوں نے سورۂ مائدہ کے چوتھے رکوع کا تفصیلی درس دیا۔ نماز عشاء کے بعد جناب ڈاکٹر منظور حسین نے تین احادیث کا درس دیا جن میں نہی عن المنکر کی اہمیت بیان کی گئی تھی۔ انہوں نے برائی سے روکنے کے مختلف درجات کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ بعد ازاں راقم نے رفقاء کو تجوید کی مشق کروائی جناب محمد مشتاق صاحب نے مولانا نعیم صدیقی صاحب کی تصنیف "محسن انسانیت" سے چند اقتباسات پڑھے جن سے رفقاء کے انقلابی فکر کو جلا ملی۔

کھانے کے وقفہ کے بعد مختار صاحب' طاہر نسیم صاحب اور محمد نواز صاحب کو دینی فرائض کے جامع تصور کے مختلف درجات پر بولنے کی دعوت دی گئی۔ جناب مختار صاحب نے عبادت رب کے موضوع پر گفتگو کی جبکہ جناب طاہر نسیم صاحب نے اقامت دین کے موضوع پر بات کی۔ شہادت علی الناس کے موضوع پر جناب ڈاکٹر منظور حسین صاحب نے اظہار خیال کیا۔ صبح ۳ بجے رفقاء کو بیدار کر کے تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ بعد ازاں رفقاء کو ادعیہ ماثورہ یاد کروائی گئیں۔ نماز فجر کے بعد راقم نے سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۱ اور ۱۱۲ کا درس دیا۔ اسی درس پر یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

شب بسری پروگرام میں ۱۲ رفقاء اور دو احباب نے شرکت کی۔

میلسی کے رفیق جناب حکیم عبدالغفار نے فرمائش کی کہ ماہ جون کا شب بسری پروگرام میلسی میں منعقد کیا جائے۔ احباب نے بھی شب بسری میں انفرادی تربیت و تزکیہ کے مختلف پروگراموں کو سراہا۔ (رپورٹ : محمد اقرار الحق)

اسرہ قرآن کالج کا دعوتی پروگرام

۴ جون کو قرآن کالج آڈیٹوریم میں اسرہ قرآن کالج کا ہفتہ وار دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے نقیب اُسرہ پروفیسر مسعود اقبال اور نائب نقیب محمد نوید عباسی نے احباب سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ قرآن کالج سے ملحقہ مسجد اور کالج کے گیٹ پر پروگرام کے انعقاد سے متعلق دعوت نامہ چسپاں کیا گیا۔ یہ پروگرام بعد نماز مغرب ساڑھے سات بجے شروع ہوا۔ جس میں بذریعہ ویڈیو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۷۷ کے حوالے سے خطاب دکھایا گیا جس میں بتایا گیا ہے کہ نیکی کا عملی مظہر انسانی ہمدردی اور حاجت مندوں کی ضروریات پر اپنی حیثیت کے مطابق مال خرچ کرنا ہے جبکہ نیکی کی روح ایمان ہے۔ اس آیۂ مبارکہ میں نیکی کے مظاہر میں نماز اور زکوٰۃ دوسرے نمبر پر آئی ہے۔ وعدے کا پورا کرنا یعنی ایفائے عہد بھی نیکی کا عملی مظہر ہے۔ اسی طرح بھوک' تنگی اور جنگ کی حالت میں صبر کرنا بھی نیکی کی بحث میں شامل ہیں۔ اس پروگرام میں قرآن کالج کے طلباء اور اسرہ قرآن کالج کے رفقاء اور احباب کے علاوہ دوسری تنظیموں کے چند رفقاء بھی شامل ہوئے۔

(رپورٹ : ذیشان دانش خان)

مبتدی تربیت گاہوں کا انعقاد

① تربیت گاہ برائے مبتدی رفقاء 20 تا 26 جون بمقام دفتر تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی 1 / 20 فیض آباد ہاؤسنگ اسکیم نزد فیض آباد فلائی اوور برج پیرودھائی روڈ آئی ایٹ / فور اسلام آباد منعقد ہو رہی ہے۔

رابطہ : 818946-435430

② تربیت گاہ برائے مبتدی رفقاء 27 جون تا 3 جولائی بمقام ملوٹ (باغ) آزاد کشمیر منعقد ہو رہی ہے۔ راولپنڈی سے باغ براستہ بیروٹ نعمان پورہ کے سٹاپ پر اتریں۔

بقیہ : میں بھی حاضر تھا

وسعتوں کی امین بن جائے گی تو ان شاء اللہ موجودہ ظلم و ستم کی گرم بازاری نہ صرف ماند پڑ جائے گی بلکہ ہر چہار طرف اسلام کے عادلانہ نظام کی برکات کا ظہور ہو گا' جس سے معاشرہ عدل و انصاف کا گہوارہ بن جائے گا۔

مسئلہ کشمیر بھی اہم ترین مسائل میں سے ایک ہے۔ لیکن اگر ہم نے سود اور جاگیرداری نظام کا خاتمہ کر کے اندرونی سطح پر ملک و ملت کو درپیش "مسئلہ کشمیر" حل کر لیا تو یوں ہم بھارتی مقبوضہ کشمیر کا مسئلہ بھی حل کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ ابھی تو ہمارا فرسودہ' باطل اور استحصالی نظام ہی ہمارے لئے اصل مسئلہ بنا ہوا ہے جس کے حل کے بغیر ہماری شہ رگ پر یہود و ہنود ہی کا قبضہ رہے گا!

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8 شمارہ 22
سالانہ زر تعاون ۔/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد   طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین برائے ادارت:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

متحدہ اسلامی انقلابی محاذ

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کو محاذ کا صدر اور مولانا محمد اکرم اعوان کو نائب صدر منتخب کر لیا گیا

متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی مجلس مشاورت کے پہلے باضابطہ اجلاس کی روداد

مرتب: ڈاکٹر عبدالخالق

متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کے تاسیسی اجلاس مورخہ ۴/ مئی میں یہ بات طے کر لی گئی تھی کہ محاذ کا آئندہ اجلاس ۶/ جون کو منعقد ہو گا۔

۱۱ بجے صبح یہ اجلاس قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقد ہوا۔ چاروں جماعتوں کے تین تین نمائندوں پر مشتمل متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی مجلس شوریٰ کے حسب ذیل اراکین شریک ہوئے۔

۱) تحریک اسلامی

(۱) جناب مولانا مختار گل صاحب
(۲) جناب حفیظ الرحمٰن احسن صاحب
(۳) جناب محمد جلیل خان صاحب

۲) تنظیم اسلامی

(۱) جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
(۲) جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب
(۳) جناب رحمت اللہ بٹر صاحب

۳) تنظیم الاخوان

(۱) جناب مولانا محمد اکرم اعوان صاحب
(۲) جناب کرنل (ر) عبدالقیوم صاحب
(۳) جناب کرنل (ر) مطلوب صاحب

۴) مرکزی جمعیت اہلحدیث

(۱) جناب ضیاء اللہ شاہ صاحب
(۲) جناب مولانا محمد مبشر ربانی صاحب
(۳) جناب ریاض احمد صاحب

اجلاس کا آغاز اللہ کے پاک کلام سے ہوا۔ گزشتہ اجلاس (تاسیسی اجلاس) کی کارروائی پیش کی گئی۔ علاوہ ازیں گزشتہ اجلاس میں تشکیل دی گئی کمیٹیوں کے کنوینر ڈاکٹر عبدالخالق (راقم) نے کمیٹیوں کی کارکردگی رپورٹ پیش کی۔ رابطہ کمیٹی نے جن دیگر جماعتوں اور شخصیات سے رابطہ کیا ان میں سے صرف پاکستان شریعت کونسل جس کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی صاحب ہیں، نے مثبت انداز میں پیش رفت کی ہے۔ یہ جماعت اگرچہ ابھی محاذ میں شامل تو نہیں ہوئی تاہم اس کے دو نمائندے آج کے اجلاس میں بطور مبصر شریک ہوئے۔ شخصیات میں سے کراچی کے عالم دین جناب مصباح الدین شکیل صاحب نے اپنا تعاون پیش کیا ہے۔

دستور کمیٹی نے محاذ کے دستور کا جو خاکہ تیار کیا تھا اسے اجلاس میں پیش کیا گیا۔ اجلاس نے اتفاق رائے سے اس کی منظوری دے دی۔

اس کے بعد عہدیداروں کے انتخاب کا مرحلہ آیا۔ دستور کے مطابق تین عہدیداروں (صدر، نائب صدر اور ناظم مالیات) کا انتخاب بذریعہ خفیہ رائے دہی ہونا تھا۔ سب سے پہلے صدر کا انتخاب ہوا۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب (امیر تنظیم اسلامی) کو واضح اکثریت سے محاذ کا صدر منتخب کر لیا گیا۔ نائب صدر کے انتخاب میں ۲ حضرات (تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان صاحب اور تحریک اسلامی کے نائب امیر پروفیسر حفیظ الرحمٰن احسن صاحب) کے ووٹ برابر تھے چنانچہ فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے ہوا جس میں مولانا محمد اکرم اعوان صاحب کا نام نکلا۔ محاذ کے دستور کے مطابق صدر اور ناظم مالیات کے عہدے الگ الگ جماعتوں سے ہونا چاہئیں۔ اس لئے تنظیم اسلامی کے علاوہ دوسری جماعتوں کے نمائندوں کے لئے رائے شماری کرائی گئی۔ اس انتخاب میں بھی دو حضرات کے ووٹ برابر نکل آئے اور فیصلہ قرعہ اندازی سے ہوا۔ اس کے مطابق مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم تعلیمات جناب مولانا محمد مبشر ربانی صاحب محاذ کے ناظم مالیات مقرر ہوئے۔

محاذ کے دستور کے مطابق معتمد اور ناظم نشر و اشاعت کا تقرر صدر محاذ مجلس شوریٰ کے مشورے سے کرتا ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے مجلس شوریٰ کے مشورے سے ڈاکٹر عبدالخالق (تنظیم اسلامی) کو معتمد اور جناب پروفیسر حفیظ الرحمٰن احسن (تحریک اسلامی) کو ناظم نشر و اشاعت مقرر کیا۔

بعد ازاں آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں مشورہ ہوا۔ اس ضمن میں مختلف آراء سامنے آئیں۔ مثلاً محاذ کے مقصد کو عوام الناس میں متعارف کروانے کے لئے اخبارات میں مضامین لکھے جائیں، پوسٹرز چھاپے جائیں، ایک سیمینار منعقد کیا جائے جس میں چاروں جماعتوں کے اکابرین شریک ہوں۔ تمام جماعتیں اپنے اپنے حلقوں میں عمومی پروگرام منعقد کریں جس میں محاذ میں شریک جماعتوں کے اکابرین کو خطاب کی دعوت دی جائے۔ ایک دوسرے کے تربیتی پروگراموں میں شرکت ہو تاکہ جماعتوں کے اراکین کے مابین ذہنی ہم آہنگی اور اعتماد کی فضا پیدا ہو۔ تمام آراء ہی بہت اچھی اور قابل عمل تھیں جن پر ان شاء اللہ عمل درآمد کی کوشش کی جائے گی۔

تاہم فیصلہ ہوا کہ فوری طور پر لاہور میں ایک بڑا سیمینار منعقد کیا جائے جس میں چاروں جماعتوں کے اکابرین شریک ہوں اور عوام الناس کو محاذ کے "متفق علیہ" نکات سے آگاہ کریں۔ کوشش کی جائے کہ یہ سیمینار الحمراء ہال نمبر ۱ میں ہو۔

نماز ظہر سے قبل دعائے خیر پر یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔